

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی

سلسلہ خطبات جمعہ

دینی مدارس علوم نبوت اور نفاذ شریعت کی ایک تحریک

وقوع قیامت کے عقلی اور نقلی دلائل

قرآن و سنت کی روشنی میں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد عن عمر بن الخطاب قال
بینما نحن عند رسول اللہ صلعم ذات یوم ان طلع علینا وجل شدید بیاض الشیاب
شدید سوان الشعر لا یری علیہ اثر السفر ولدیعرفہ منا احد حتی جلس الہ النبی
صلعم فاسند رکبتيہ الی رکبتيہ وضع کفیه علی فخذیہ وقال یا محمد اخبرنی
عن الساعۃ قال ما المسئول عنها باعلم من السائل قال فاخبرنی عن اماراتها قال
ان تلد الامۃ ریتها وان ترى الحفاة العراة العالة رعاة الشاء يتطاولون فی
البنیان النخ او کما قال (رواہ مسلم وبخاری)

ترجمہ: " حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم رسولؐ کے نزدیک بیٹھے تھے کہ ایک شخص اچانک ظاہر ہوا۔ نہایت سفید
کپڑے پہنے ہوئے تھا بال بہت سیاہ تھے اس پر سفر کے نشانات موجود نہ تھے ہم میں سے کوئی بھی اسے جاننے والا نہ تھا
آ کر حضورؐ کے سامنے بیٹھ گیا، حضورؐ کے اتنا قریب بیٹھا کہ اپنے دونوں زانوں کو حضورؐ کے زانوں کے ساتھ ملا دیا او
راپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے زانوں پر رکھ کر کہا کہ "یا محمدؐ" مجھے بتلا دیجئے کہ قیامت کب آئے گی۔

آخرت پر یقین کامل:

اسلام کے اعلیٰ ترین اور دنیا و آخرت کے فوز و فلاح پر مبنی عقائد میں سے ایک اہم عقیدہ یہ ہے کہ مسلمان وہ
ہوتا ہے جو یقیناً کامل رکھے کہ ایک ایسا دن آنے والا ہے جس میں مجھے ہر کئے عمل کا رب العزت کے سامنے
جواب دینی کے لئے پیش ہو کر انعام و سزا حاصل کرنے کے عمل سے گزرنا ہی ہے اس دن کو کہیں قرآن نے "الساعۃ" کے
نام سے ذکر فرمایا، بعض مقامات میں "القیامۃ" اور کبھی "القارۃ" "الواقۃ" "الحاقۃ" "الفاحشۃ" آؤ فہم التناہین خافضہ

قیامت کا وجود اور حشر و نشر کا اعتقاد انسانی زندگی کا اہم شعبہ ہے جس پر دائمی جہنم یا عذاب یا ہمیشہ کی خوشحالی و عیش و عشرت کا دار و مدار ہے۔ ایک حقیقی مسلمان اپنے ہوش و حواس سنبھالتے ہی خود تو کیا بلکہ اپنے نابالغ بچوں تک کو اس مجازۃ اعمال کے دن کا دلوں میں راسخ کروانے ایمان مجمل و مفصل کی شکل میں ہر دو کلمات مفصلہ و جملہ کے حفظ کا اہتمام کرواتے ہیں۔

دہریت کے افکار:

آدم سے لے کر خاتم الانبیاء صلعم تک تمام آسمانی ادیان قیامت اور موت کے بعد دوبارہ زندگی کے بنیادی عقائد پر متفق ہیں غیر محرف شدہ تمام آسمانی کتب نے روز قیامت کے وجود کی خبر دی ہے، صرف وہ لوگ جو الٰہی نظریات سے نابالذ یا قصداً منکر و جاہل بن کر الحاد و دہریت اور سخریت کے افکار کے دلدادہ رہے اور آج بھی ہیں عقیدہ قیامت کو ملانیت کی بنیاد پرستی کا نام دے کر انکار کر دیتے ہیں جبکہ ان کے پاس اپنے اس کافرانہ قول کے اثبات کے لئے کوئی قابل اعتبار نقلی دلیل ہے اور نہ عقلی۔ ایسے لوگوں کا مقصد حیات ہی اس چند روزہ دنیا میں رہ کر اس کے مال و متاع سے فائدہ حاصل کرنا ہے خواہ وہ جس انداز سے بھی حاصل ہو ان کے ہاں کوئی قید و شرط نہیں، نہ حلال و حرام اور نہ اپنے دیگر اور نہ جائز و ناجائز کی تمیز کیونکہ ان کے نزدیک حیاۃ دنیوی سے آگے اور کوئی مرحلہ ہے اور نہ اور کوئی عالم۔ اسی دنیا کی عیش و عشرت کو حقیقی عیش اور یہاں کی مصیبت و تکلیف کو حقیقی مصیبت سمجھتے ہیں جبکہ ایک مرد مومن کا ایمان کامل ہوتا ہے کہ اس دنیا کی چند روزہ عیش و آرام نہ دائمی سکون ہے اور یہاں کی اذیت و پریشانی نہ دائمی بے اطمینانی ہے، حقیقی اطمینان و دائمی اذیت کے فیصلہ کیلئے ایک دن مقرر ہے جو مذہب و شریعت کی اصطلاح میں قیامت کے نام سے عام و خاص کی زبان پر مشہور ہے۔

بارگاہ ربوبیت میں حاضری:

”ثبوت قیامت اور موت کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر رب کے حضور حساب و کتاب کے لئے حاضری کے دلائل سے قرآن بھر پڑا ہے۔ کہیں ارشاد ہے: اَفَحَسِبْتُمْ اِنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَاَنْتُمْ لَا تَرْجِعُونَ۔ ”کیا انسان گمان کرتا ہے کہ اس کو بے کار چھوڑے گا“ کے ذریعہ توجہ دلائی گئی۔

سورۃ البقرہ کی ابتداء ہی میں قرآن کریم کے ربانی کتاب ہونے کے ثبوت میں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کتاب ہدایت ہے ان لوگوں کے لئے جو تقویٰ اور ایمان بالانجب کے وصف سے مالا مال ہو کر اقامت صلوٰۃ اور اللہ کے دیئے ہوئے اموال سے اس کی رضا کی خاطر خرچ کرتے ہیں فرائض اسلام کی ادائیگی کے ساتھ ان لوگوں کا جو وصف

اس سے ظاہر ہوا کہ اللہ اور رسولؐ پر ایمان اور عقیدہ آخرت و قیامت آپس میں لازم و ملزوم ہیں بلکہ اللہ و رسولؐ پر ایمان کا دار و مدار ہی ایمان بالآخرۃ پر ہے۔

کفار مکہ حضورؐ کی دشمنی کے ساتھ ساتھ اسلام کے کے دو بنیادی عقائد کا زور و شور سے تردید و انکار کرتے تھے جن میں پہلا عقیدہ اقرار و رسالت اور دوسرا روز قیامت۔

منکرین آخرت کے بوٹے دلائل:

صرف انکار نہیں بلکہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کا سن کر پیغمبر اور اسلام کا مذاق اڑاتے ہوئے بھوٹے دلائل پیش کرتے کہ: **هَلْ نَدَّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ يَبْعَثُكُمْ إِذَا مَزَقْتُمْ كُلَّ مُمَزَقٍ اَلْكُمْ لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ** افتری علی اللہ کذابا ام بہ جنہ (سورہ نساء) ترجمہ: کیا ہم تمہیں ایک ایسے شخص کی خبر نہ دیں جو تم کو یہ خبر دیتا ہے کہ جب تم ریزہ ریزہ کر دیئے جاؤ گے تو مرنے کے بعد تم کو یقیناً ایک نئی پیدائش کے ساتھ اٹھایا جائیگا کیا یہ بات اللہ پر جھوٹ بہتان نہیں ہے یا یہ کہ اس شخص کو جنون ہو گیا ہے

آپؐ نے سنا کہ نبی آخر الزمان کو عقیدہ قیامت کے بیان پر منکرین بحث بعد الموت نے کن کن برے القابات سے نوازا۔ جبکہ حق تعالیٰ نے ان بد طبیعت لوگوں کی تردید اور قیامت کے مسئلہ کو بار بار انتہائی وضاحت اور عام فہم و ذہنی معقول دلائل کے ساتھ قرآن میں ذکر فرمایا ہے۔ **قُلِ اَللّٰهُ يَحْيِيْكُمْ ثُمَّ يَمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِیْہِ** ترجمہ: کہہ دیجئے ان لوگوں کو کہ اللہ ہی تم لوگوں کو حیات و زندگی عطا کرتا ہے پھر وہی تم کو مارتا بھی ہے اور پھر وہی تم سب کو قیامت کے روز جمع کرے گا جس میں کوئی شک و شبہ نہیں۔

وجود آخرت پر معقول دلیل:

سورہ یٰسین میں اللہ تعالیٰ منکرین یوم الجزاء کی غیر معقول دلیل ذکر کرنے کے بعد معقول اور عام فہم اعزاز میں رد فرما رہے ہیں: **قَالَ مَنْ یَّحْیِی الْعِظَامَ وَہِی رَمِیْمٌ قُلْ یَحْیِیہَا الذّٰی اَنْشَاہَا اَوَّلَ مَرَّةٍ وَہُوَ بِکُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌ** (سورہ یٰسین)

ترجمہ: کفار نے کہا کہ کون ہڈیوں کو دوبارہ زندہ کرے گا جبکہ وہ بوسیدہ اور ریزہ ریزہ ہو چکی ہوں گی؟ آپ (اے پیغمبرؐ) کہہ دیجئے کہ وہی خدا ان کو دوبارہ زندہ کر دے گا جس نے ان کو پہلی مرتبہ پیدا کیا اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ ارشاد ہے: **اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ الذّٰی خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ یَکُنْ بِخَلْقِہِنَّ** بقادر علی ان یحیی الموتی بلی انہ علی کل شئی قَدِیْر (سورہ الاحقاف) ترجمہ: کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ جس خدا نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا وہ ان کے پیدا کرنے سے عاجز نہیں ہوا تو کیا وہ اس پر قادر نہ ہوگا کہ مردوں کو دوبارہ زندہ کر دے۔ بے شک وہ خداوند عالم ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے

والا ہے۔

یہ انتہائی سادہ معقول اور فطری انداز میں سمجھانے کی دلیل ہے کہ جس ذات نے آسمان وزمین اور ان میں موجود اتنے سارے کائنات کو بغیر کسی سابق مثال کے نیست سے هست کی صورت میں موجود فرمایا اور اس کے پیدا کرنے میں نہ اس نے تھکاوٹ محسوس کی اور نہ کسی رکاوٹ اور مشکل کو اس تخلیق میں حائل ہونا پڑا تو اس کے لئے کوئی مشکل نہیں کہ وہ دوبارہ ان ریزہ ریزہ اور بوسیدہ اجزائے بنی آدم کو جمع فرما کر دوبارہ پیدا فرمائے دنیا کی فانی مخلوق کا بھی اصول ہے کہ پہلی دفعہ ایجاد کرنے سے اسی چیز کا اعادہ انتہائی سہل ہوتا ہے۔ تو وہ ذات باری جوتی اور قیوم اور علیٰ کل شئیٰ قدیر ہے کہ بارہ میں یہ تصور اور عقیدہ قائم کرنا کہ بوسیدہ اجزاء کا اعادہ اس کے لئے ناممکن ہے عقل و شعور سے فانی ہونے کا ثبوت نہیں تو اور کیا ہے صرف یہی آیات قیامت پر دلالت نہیں کرتے بلکہ اثبات قیامت اور حشر اجساد سے تمام قرآن ال سے آخر تک اور احادیث مشہورہ کے ذخائر سے بھرے پڑے ہیں۔

عقل سلیم کے تقاضے:

ان بے شمار نقلی دلائل کے علاوہ عقل سلیم بھی اس بات کی متقاضی ہے کہ قیامت اور روز مجازۃ اعمال حق ہے کیونکہ اللہ نے کل کائنات انسان کی خدمت اور فائدہ کیلئے پیدا فرمائی۔ سارا کارخانہ عالم انسان کا خادم اور حضرت انسانِ مظلوم و مسخر لکم مافی السموات والارض۔ اب اللہ کے اتنے بی شمار انعامات کے بعد آخر اس انسان کا مقصد تخلیق کیا ہے اس کی ڈیوٹی اور فرائض کا تعین خود منہم حقیقی اور خالق کائنات نے کر دیا کہ:

وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون یعنی ہم نے جن وانس کو خدا کی عبادت کے لئے پیدا کیا، کائنات اس کی خدمت پر مامور اور انسان اللہ کی اطاعت و عبادت پر مامور۔ اسی اطاعت و عبادت پر ثمرات کا مرتب ہوتا ہے۔ جس نے اپنی زندگی حق تعالیٰ کی فرمانبرداری میں صرف کی گویا اس نے اللہ کی طرف سے دنیا میں ہزار ہا پیدا کی گئی نعمتوں سے فائدہ لیتے ہوئے مقصدِ پیدائش یعنی عبادت حق کا فریضہ بھی ادا کر دیا۔ اور جس بد قسمت نے اس کارخانہ ربانی کی ان گنت نعمتوں سے مستفید ہونے کے بعد بھی اپنی پیدائش کی غرض سے روگردانی کی اور اس قیمتی چند روزہ زندگی کو اللہ کی اطاعت و عبادت کی بجائے لہو و لعب میں خرچ کر دیا، اب جس نے عبادت کی اور جو اس سے محروم رہا۔ ان کے درمیان فرق و امتیاز عقلاً و عرفاً ضروری ہے اگر یہ امتیاز نہ ہو تو پھر جس نے عبادت کی مقصدِ تخلیق پر عمل پیرا رہا۔ اس کی پیدائش کی غرض بھی فضول اور بے فائدہ رہی۔ اسی امتیاز اور فرق کرنے کے دن کو یوم القیامہ اور یوم الفصل کہا جاتا ہے ان یوم الفصل کاٹ میقاتا میں اسی مضمون کی طرف اشارہ ہے۔

دنیا مجموعہ اشرا و اختیار ہے:

اس کی مزید وضاحت اس طرح کرتا چلوں کہ یہ دنیا مجموعہ اشرا و اختیار ہے شیطان آدم کے سامنے سجدہ

ادب کرنے سے انکار پر جنت سے نکال دیا گیا وہیں سے انسانیت دشمنی شروع کر کے اس نے نسل آدم کو گمراہ کرنے کی قسم اٹھائی کہ میں چاروں اطراف سے حملہ آور ہو کر اولاد آدم کو صراط مستقیم سے بھٹکانے کے لئے ہر حربہ استعمال کروں گا خالق انسانیت نے بھی ایک خاص مدت تک مہلت دے کر فرمایا کہ ذلیل و خوار ہو کر جنت سے نکل اور اولاد آدم میں سے جو بھی تیری اتباع کرے گا۔ تو میں تیرے قبیلے سمیت تمہیں واصل جہنم کر دوں گا۔ اب شیطان اسی عزم و قصد سے انسان کو گمراہ کرنے کے لئے ایڑھی چوٹی کا زور لگا رہا ہے انبیاء و صلحا و خطباء بنی نوع آدم کو صراط مستقیم پر گامزن رکھنے کے لئے کلام ربانی اور احکامات سبحانی کے بہترین ہتھیار کے ذریعہ بعثت آدم سے لے کر قیامت سے پہلے مقررہ وقت تک دفاع کر رہے ہیں۔ جس کے نتیجے میں اولاد آدم دو کیمپوں میں بٹ گئی۔ ایک بد بخت شیطان کے بہکانے میں آ کر حزب الشیطان کا حصہ بنا۔ دوسرا خوش نصیب رحمان کے بتلائے ہوئے رشد و ہدایت کی راہ اپنا کر حزب اللہ کا عضو اور رمبر بنا۔ گویا تمام بنی آدم اسی عالم کے اجزاء ہیں۔ جس میں بعض کارآمد اور بعض بے کار۔ بعض اعلیٰ قیمتی اور بعض ادنیٰ اور بے قیمت ہونے کے درجے ہیں۔ اب دنیا کے عرف و رواج میں جب دو کارآمد و بے کار انواع آپس میں ملے ہوئے ہوں تو ایک کو اپنے مکان و مصرف پر پہنچا دیا جاتا ہے۔ آپ میں سے اکثر سامعین گندم کی بوائی سے کاٹنے اور پھر صفائی تک کے عمل سے واقف ہیں کہ کاشتکار گندم کے کھیت میں بوائی کر کے سارے کھیت کی رکھوالی چار پانچ مہینے تک کرتا ہے اسی دوران بے شمار مشقتوں کا سامنا کر کے وقت مقررہ پر کٹوائی کے مرحلہ پر آ کر بھوسے کے علاوہ بیشمار ادنیٰ و کم قیمت گھاس و کانٹے بھی ساتھ کٹ جاتے ہیں جو کسی انسان کے کھانے کے استعمال بھی نہیں آتے۔ جس کے بعد کاشتکار اس سارے مجموعہ کو کسی کھلے میدان یعنی کھلیان وغیرہ میں لے جا کر جانوروں اور سانسی آلات کے ذریعے روندنے کے عمل سے گزارتا ہے۔ تاکہ اعلیٰ و ادنیٰ اجزاء یعنی گندم اور کانٹے و بھوسہ الگ الگ ہو جائیں۔ ان دونوں کو مختلف طریقوں سے جدا کر کے ہر ایک کو اپنے اپنے ٹھکانے پہنچایا جاتا ہے۔ گندم قیمتی اناج ہونے کی وجہ سے پوری صفائی اور اہتمام سے انسان اپنے کھانے کے لئے محفوظ کر لیتا ہے۔ اور بھوسہ بے قیمت و خسیس ہونے کی وجہ سے اسے حیوانات کے آگے بطور چارہ یا پھر جلانے کے کام آتا ہے۔

دنیا میں تو برے اور بھلے میں ہم امتیاز کرتے ہیں تو اس رب العالمین کا بارے میں کیسے یہ تصور کیا جائے کہ اس کے ہاں خیر و شر کی تمیز نہ ہوگی جب کہ اس نے خود اس غلط تصور کی نفی انتہائی شدت سے کی ہے ارشاد ہے کہ۔

ام نجعل الذین آمنوا وعملوا الصالحات کالمفسدین فی الارض ام نجعل المقتدین کالفجار۔ ترجمہ: کیا اگر آخرت نہیں ہے تو ہم اللہ پر یقین کرنے والوں اور نیکوکاروں کو مفسدوں کے برابر رکھیں گے اور نیکوکاروں کے ساتھ بدکاروں کا سلوک کریں گے۔ ہرگز نہیں۔

فیصلے کا دن:

اسی خیر و شر کے درمیان تمیز اور جدائی کے لئے اللہ نے جو دن مقرر کیا ہے اور جس کا بیان رب العزت نے سورۃ یسین کی آیت و امتا زو الیوم ایہا المجرمون (اے مجرمو نیکو کاروں سے الگ ہو جاؤ) میں صراحت سے بیان فرمایا ہے اسے یوم الجزاء کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جس میں حزب اللہ کے ارکان اپنے ٹھکانے جنت او ر حزب الشیطان کے افراد اپنے مسکن جہنم پہنچا دیئے جائیں گے۔

مسئلہ معاد پر عقلی دلیل:

ایک محقق بزرگ نے مسئلہ معاد یعنی ثبوت قیامت پر عقلی اعتبار سے دلائل پیش کرتے ہوئے ایک دلیل کے ضمن میں فرمایا کہ آخرت و قیامت کا خوف ہی انسانی زندگی کو برے اعمال و افعال و منکرات سے بچانے والی چیز ہے اگر انسان اس فکر سے آزاد ہو جائے پھر اللہ کی اس دھرتی پر اسے کوئی خون ریزی، دوسروں کے حقوق غصب کرنے، گناہوں کی ارتکاب وغیرہ سے روکنے والا نہیں۔ یہی عقیدہ اور تصور ہو تو خلوت میں بھی اللہ کے حضور حاضر ہو کر اپنے کئے کی جزاء و سزا کا خوف ہوگا اور جلوت میں بھی۔ رات کے اندھیروں، دن کے اجالوں اور بیابانوں میں جہاں کوئی بھی اسے دیکھنے والا نہ ہو گناہوں سے روکنے والی طاقت صرف اور صرف خوف خداوندی اور پختہ یقین کہ فمن یعمل مثقال ذرہ خیراً یرہ ومن یعمل مثقال ذرہ شراً یرہ۔

کہ ایک دن ہر عمل ایک خاص شکل میں دیکھا ہے اور اس پر اسی کے مطابق نتیجہ و ثمرہ مرتب ہوتا ہے۔ تو گویا اس سارے عالم کو ظلم و جبر، استحصا ل و استبداد سے محفوظ رکھنے کا سب سے بڑا اگر عقیدہ قیامت پر پختہ یقین ہے۔

عقیدہ آخرت کے برکات:

تاریخ انسانیت پر نظر دوڑائیں کہ جس قوم و ملک اور ملت نے حقیقی معنوں میں اس عقیدہ کو اپنایا منکرات اور گناہوں کے ساتھ ساتھ ظلم و ستم، باہمی فساد، قتل و غارت جیسے جرائم سے محفوظ رہے۔ وہ پوری ملت امن و امان کا گہوارہ رہی اور جس خطہ کے لوگوں کا قیامت پر عقیدہ صرف زبانی اور نامکمل یا اس سے انحراف کیا ہے وہ قسم قسم کے گناہوں کے دلدل میں پھنسنے کے ساتھ ساتھ معاشرتی بے راہ روی، بد امنی، بے حیائی اور قتل و غارت گری، لوٹ کھسوٹ جیسے جرائم میں مبتلا رہی ہیں۔

جیسے کہ پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ہر نبی رسول نے دین کے بنیادی عقائد و تعلیمات کے ساتھ مردوں کو دوبارہ زندگی اور قیامت کے عقیدہ پر بھی زور دیا اور قرآن نے تو پھر انتہائی تفصیل سے اجاگر کر کے مصداقاً معلک کی حیثیت سے گزشتہ آسمانی کتب جن میں قیامت کا تذکرہ تھا کی تصدیق کر دی۔ جیسے اور انبیاء کے ادوار میں منکرین قیامت اس عقیدہ کو سن کر نہ صرف انکار کرتے بلکہ اسے ناقابلِ عمل سمجھتے تھے۔

قیامت اس عقیدہ کو سن کر نہ صرف انکار کرتے بلکہ اسے ناقابلِ عمل سمجھتے تھے۔

قسم کے اعتراضات و سوالات کرتے کبھی کہتے کہ من یحییٰ العظام وہی رمیم (کہ بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا) جس کے جواب میں اللہ نے فرمایا: قل یحییٰ الذی انشأها اول مرة۔ ”ان کو بتلا دیجئے کہ ان کو وہی زندہ کرے گا جس نے پہلی بار بنایا۔“ دوسری جگہ ارشاد فرمایا: وہو اھون علیہ ”دوبارہ پیدا کرنا پہلے کی نسبت زیادہ آسان ہے“

کبھی کہتے انھی الاحیاءنا الدنیا نموت ونحیا وما نحن بمبعوثین۔ ”زندگی تو صرف دنیا ہی کی ہے جس میں جینا اور مرنے اور ہم دوبارہ زندہ ہونے والے نہیں۔“ جبکہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ افجستہ انما خلقناکم عبثا وانکم الینا لاترجعون۔ ”کیا تم گمان کرتے ہو کہ ہم نے تم کو عبث پیدا کیا ہے اور تم اعمال کے نتائج و ثمرات پانے کے لئے قیامت میں ہمارے پاس لوٹ کر نہ آؤ گے۔“

بالکل اسی قسم کے خیالات اور عقائد فاسدہ اس دور میں ان برائے نام مسلمانوں کے بھی ہیں جو مادہ پرستی کی لپیٹ خواہشات نفس کی غلامی اور اہل یورپ کی تقلید میں اندھے ہو چکے ہیں۔ نام کے تو مسلمان مگر ان کے سامنے جب قیامت عذاب قبر موت کے بعد زندگی اور حساب و کتاب کے عقائد واعظ بیان کریں تو اسے ملّا کے توہمات اور فرضی تصورات سے تعبیر کر کے انکار کر جاتے ہیں جو کہ صریح کفر اور عقائد حقہ سے انحراف کے مترادف ہے۔ اس حدیث کے سلسلہ میں مزید معروضات اگر زندگی ربی تو انشاء اللہ اگلے جمعہ کو ذکر کروں گا۔

احکم الحاکمین مجھے اور آپ کو روز قیامت پر کما حقہ ایمان لانے کی توفیق نصیب فرما کر اس سخت ترین روز کی صعوبتوں سے محفوظ فرمائیے۔ آمین!

ملک کے نامور دانشور اور اسکالر مولانا ڈاکٹر محمد دین صاحب کا سانحہ ارتحال

گزشتہ دنوں علمی دنیا کو ایک اور بڑے سانحہ سے دوچار ہونا پڑا۔ پشاور کی مشہور علمی شخصیت مولانا ڈاکٹر محمد دین صاحب کا حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال ہوا۔ مرحوم انتہائی فلسفہ اور دور رس صفت انسان تھے۔ آپ کئی علمی اور تحقیقی کتابوں کے مصنف تھے اور تاج کتب خانہ کے نام سے پشاور میں ایک مشہور مکتبہ کھولا تھا۔ جس سے آپ اپنی کتابیں چھپوایا کرتے تھے۔ حال ہی میں تفسیر نبوی کے نام سے عربی تفسیر کی ایک جلد شائع کی تھی کہ پیک اجل آپ پہنچا۔ اور یوں وہ تفسیر تشبیہ بحیل رہ گئی۔ ادارہ آپ کے خاندان کے ساتھ دلی تعزیت کرتا ہے۔